بیاضِ غضنفر

پروفیسر حبیب اللہ خان غضنفر



ترتیب و تدوین

پروفیسر سعید حسن قادری

بیاضِ غضنفر

ترتیب و تدوین: پروفیسر سعید حسن قادری

پروفیسر حبیب اللہ خان غضنفر کا تعلق ایک ایسے روایت پسند قبیلے سے ہے جس نے اساتذہ کا ادب اور ادبی سفر کا احترام برقرار رکھا' میرا پہلا تعارف غضنفر اکیڈمی۔ اُردو بازار، کراچی دوسرا محترم جناب ڈاکٹر ایوب قادری صاحب اور عصرِ موجود میں پروفیسر سعید حسن قادری کی محفل میں ہوا۔ محترم پروفیسر سعید حسن قادری کی محنت رنگ لائی اور اب پروفیسر حبیب اللہ غضنفر کا شعری خزانہ ایک شعری مجموعے کی شکل میں تدوین و تالیف کے بعد اشاعت کا منتظر ہے۔

پروفیسر حبیب اللہ خان غضنفر کی شاعری روایت سے جڑی ہوئی ہے۔ سماجی تبدیلی اور شعوری ادراک کے امتزاج ادب اور فن کے شاہکار کی صورت میں سامنے آئی ہے۔ ان کی شاعری زندہ شاعری ہے جس میں غزل' نعت' حمد، منقبت اور نظم کے ساتھ قطعات و رباعیات بھی قابلِ ذکر ہیں۔

پروفیسر حبیب اللہ خان غضنفر کا شمار روایت کے اکابرین میں ہوتا ہے' کلاسیکی روایت سے بھرپور شاعری اُن کا خاصہ ہے۔ معاملاتِ حسن و عشق کے ساتھ ساتھ تصوف آمیز خیالات ان کے شعری وجدان کا نمونہ ہے۔ شعری تخیل کی وسعت اور وارداتِ قلبی، مضمون آفرینی اور نازک خیالی پر خاص توجہ رہی۔ جذبات' احساسات اور عصری مشاہدات کسی مبالغہ آرائی اور تصنع سے پاک ہیں۔ ادبی نزاکتیں' رنگینیٔ بیان' تصنع' ہجر و وصال' سوز و گداز اور رومانیت اُردو شاعری کا حُسن ہیں، غضنفر کی اُردو شاعری میں بے پایاں روانی نے شوخی اور بیباکی کی سرحدوں میں توازن رکھا ہے۔ اظہاریئے کی طہارت، حُسنِ خیال' جوش و سرمستی' تشبیہات و استعارات کے دروبست میں اعتدال غضنفر کو اُن کے ہم عصر شعراء میں ممتاز کرتا ہے۔ پروفیسر حبیب اللہ خان غضنفر کا دریافت شدہ شعری سرمایہ یقیناً اُردو شاعری میں ایک معتبر اضافہ ہے۔

ڈاکٹر رانا خالد محمود قیصر

بیاضِ غضنفر............حبیب اللہ خان غضنفر

بیاضِ غضنفر

پروفیسر حبیب اللہ خان غضنفرؔ

تدوین وتعارف

پروفیسر سعید حسن قادری

بیاضِ غضنفر............حبیب اللہ خان غضنفر

کتاب	بیاضِ غضنفر
شاعر	پروفیسر حبیب اللہ خان غضنفرؔ
ترتیب وتدوین:	پروفیسر سعید حسن قادری
سن اشاعت	2025
سرورق	خالد مرزا
کمپوزنگ	الحمد گرافکس
طباعت	مشہور پریس، کراچی
ناشر	ادارہ یادگارِ ایوب قادری، کراچی
	0334-3944668
تعداد	500
قیمت	500 روپے

انتساب

اُردو سے محبت کرنے والوں

اور

والدِ محترم، ڈاکٹر محمد ایوب قادری

اور والدہ محترمہ کنیز فاطمہ

کے نام

ترتیب

بیاضِ غضنفر............حبیب اللہ خان غضنفر

یادش

نظمیں

مسدس

پروفیسر سعید حسن قادری

حبیب اللہ خان غضنفؔر

تعارف

حبیب اللہ خان غضنفؔر ۳۱ جولائی ۱۹۰۲ میں روہیل کھنڈ ضلع مراد آباد کی مشہور تاریخی مردم خیز بستی امروہہ میں لودھی پٹھانوں کے ایک قدیم خاندان میں پیدا ہوئے نام حبیب اللہ خاں رکھا گیا۔ان کے والد کا نام احمد سعید خان ابن عبدالرحمٰن خان ابن مولوی نصر اللہ خان ابن مینڈھو خان تھا۔

غضنفؔر صاحب کے پردادا مولوی نصر اللہ خان با قاعدہ عالم تھے جب وہ تحصیلِ علم کر کے آئے تو انہوں نے اپنے خاندان اور قبیلے میں بعض غیر اسلامی اور مشرکانہ رسوم کا خاتمہ کیا۔ان کے خاندان میں کاشت کاری اور زمینداری کا مشغلہ تھا۔بچپن ہی سے غضنفر صاحب نے ان مشاغل میں حصہ لیا۔ابتدائی تعلیم تو حسبِ رواج گھر پر ہوئی اس کے بعد وہ اسکول میں داخل ہوگئے۔ پرائیویٹ طور پر عربی و فارسی کی تحصیل کرتے رہے اور بے ترتیبی سے انہوں نے درسِ نظامی تک انہوں نے عربی کی تحصیل کی ۱۹۲۱ ء میں گورنمنٹ ہائی اسکول امروہہ سے میٹرک پاس کیا اور گورنمنٹ انٹر کالج مراد آباد میں داخلہ لیا۔دوسال تک مراد آباد میں رہے، ۱۹۲۵ء میں انہوں نے انٹرمیڈیٹ پاس کیا۔ان کی کامیابی پر مراد آباد میں اُن کی شہرت ہوگئی۔

فنون (آرٹس) کے پچیس طلبہ شریک امتحاں ہوئے تھے ان میں دس مسلمان طلبہ تھے مسلمان طلبہ میں صرف غضنفر صاحب ہی کامیاب ہوئے،اس کے بعد وہ الہٰ آباد گئے اور الہٰ آباد یونیورسٹی سے انہوں نے بی اے پاس کیا مسلم بورڈنگ ہاؤس میں قیام رہتا تھا۔

غضنفر صاحب وہاں کی علمی وادبی تحریکوں میں خاص طور سے شریک ہوتے تھے۔ پھر ایم اے کے لیے ۱۹۲۷ میں میرٹھ کالج میں داخلہ لیا مگر وہاں جی نہیں لگا اس لیے علیگڑھ چلے آئے اور ۱۹۲۹ ء میں مسلم یونیورسٹی علیگڑھ سے عربی میں ایم اے کیا۔علامہ عبدالعزیز میمن ان کے اسی زمانے کے استاد تھے۔۱۹۲۹ سے ۱۹۳۱ء تک دوسال غضنفر صاحب الہٰ آباد یونیورسٹی میں عبدالستار صدیقی مرحوم کے زیرِ نگرانی ریسرچ اسکالر رہے۔اس زمانے انہوں نے معانی الھم (منسوب جنید بغدادی) اور فرہنگِ جہانگیری پر کام کیا۔غضنفر صاحب نے ناگ پور کی ملازمت کے زمانے میں ۱۹۳۶ میں فارسی ایم اے اور ایم اے اردو ۱۹۳۸ء میں پرائیویٹ طور پر پاس کیا۔

غضنفر صاحب علم وادب کے شیدائی تھے۔ ہندی اور سنسکرت زبانیں ہندی پنڈتوں تک پڑھیں۔ ہندی ادب کا خاصہ مطالعہ کیا۔انگریزی کا یہ حال تھا کہ براہ راست عربی زبان سے انگریزی میں ضخیم مجلّات ترجمہ کیں۔

ادب،عروض معانی، بیان صرف،نحو،تاریخ،لسانیات،حدیث،فقہ،تفسیر،تاریخ اسلام،تاریخ ہند سب پر گہری نظر تھی۔

پھر رمل،نجوم،جفر،توقیت اور طب کے بھی ماہر تھے معمہ چیستاں مسجع زائچہ کسی چیز میں بند نہیں تھے اپنا سجع کہا۔

عالم ہمہ روباہ حبیب اللہ غضنفر

تاریخ گوئی کا بھی ذوق تھا۔نہایت موزوں اور وہ مناسب مادۂ تاریخ نکالتے تھے۔

غرض اکثر کلام میں ماہر اور جامع الصفات بزرگ تھے۔

امروہہ علم وفضل اور تہذیب وثقافت کا زمانہ قدیم سے مرکز رہا ہے ہر زمانے میں یہاں نامور علما صوفیاء وشعر وادبا کا چرچا رہا ہے۔سعادت امروہوی اور مصحفی کا وطن ہے۔

غضنفر صاحب ابھی اسکول میں تھے کہ ان کو شاعری کا چسکا لگ گیا تھا اور وہ وہاں کے شعری ماحول سے متاثر ہوئے۔حبیب اللہ غضنفر کہتے ہیں کہ:

”مصحفی کے وطن امروہہ میں ہمیشہ شعر وسخن کا چرچا رہا شمیم صفی، نخی وغیرہ اپنے زمانے کے نامور سخنور تھے میں جب سنِ شعور کو پہنچا تو عمدہ شعر کہنے والوں کی بڑی تعداد موجود تھی ان میں مولوی قدرت اللہ حباب، سید حبیب احمد افق، وقار علی تاج، منظور احمد، افسر امروہوی اور ینوی شبیر خان شبیر اور مولوی عبدالقیوم شفق نمایاں تھے۔ ابتدا میں انہوں نے جلیل القدر نواب صاحب جنگ حافظ جلیل مانک پوری سے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔ وہ شفق مرحوم کا ذکر ہمیشہ بڑی محبت سے کرتے تھے۔

غضنفر صاحب نے پہلے غیرت تخلص اختیار کیا استاد نے کہا غیرت کو او بے غیرت کہہ کر بھی بلایا جا سکتا ہے۔ پھر انہوں نے غضنفر کا تخلص اختیار کیا:

اے غضنفر دیکھ لی احباب کی فکرِ رسا
بس اسی پر ادعائے فہم استادانہ تھا

جب غضنفر صاحب ناگپور میں ذریعۂ معاش کے زمانہ میں مقیم تھے اس زمانے میں ان کی شاعری کا شباب تھا اور وہاں مشاعروں میں ان کی دھوم تھی۔

مر کے ہاتھ آئی منزلِ مقصود
گوشۂ عافیت نہیں مفقود
چشمِ عبرت مگر یہ کہتی ہے
دیدنی ہے حبابِ بحر و وجود

☆

یکساں ہو ہجر و سرورِ شب عشرت
ایسا کبھی اُسے گردشِ دوراں نہیں ہوتا

☆

سجدوں کے اضطراب کا عالم نہ پوچھیے
اتنا کہہ جو اس نے کہہ دیا آستاں مرا

ناکامیوں کو بعدِ فنا بھی تلاش ہے
اب بے نشانیوں میں ملے گا نشاں مرا
موت شاید اک سکون دائمی کا نام ہے
کہہ رہا ہے منظر اب زیست ان کے تیر سے

☆

ڈالتا ہے کوئی معموراتِ نو کی داغ بیل
عالمِ تکوین میں ویرانی تعمیر سے

☆

نوجوانی کی تانک جھانک گواہ
یہ سرشتِ بشر ہے کیا کہیے
حور جنت پہ جان دیتا ہے
زاہد آخر بشر ہے کیا کہیے

☆

شبِ تاریک مرقد میں غضنفر یہ اندھیرا
کہ مجھ کو اپنی شمعِ زندگانی یاد آتی ہے

☆

کاندھا بدل بدل کے اٹھاتے ہیں لاش کو
اللہ کس قدر میں گرانبار ہوگیا

حبیب اللہ خان غضنفر نے تحصیل علوم کے بعد درس وتدریس کا مشغلہ اختیار کیا۔ ۱۹۳۲ء سے ۱۹۳۸ء تک وہ ناگ پور انجمن ہائی اسکول میں تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے پھر ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۳ء تک حبیب ہائی اسکول بمبئی میں رہے۔

۱۹۴۸ء میں کراچی کے مشہور تعلیمی ادارے ایس ایم کالج سے وابستہ ہوئے۔اس زمانے میں اس کالج کے پرنسپل ڈاکٹر امیر حسن صدیقی مرحوم تھے۔۱۹۴۸ء تک ایس ایم کالج سے ان کا تعلق رہا جب ڈاکٹر امیر حسن صدیقی اسلامیہ کالج میں آ گئے تو غضنفر صاحب اسی کالج میں چلے آئے اور ۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۰ء تک اسلامیہ کالج میں رہے پھر ۱۹۵۰ء سے ۱۹۶۷ء تک اردو کالج۔اور کچھ دن معاون پروفیسر کی حیثیت سے جامعہ کراچی میں بھی پڑھایا۔جب اسلامیہ کالج میں ایم اے کا ٹیوشن سینٹر قائم ہوا تو ڈاکٹر امیر حسین صدیقی مرحوم کی تحریک پر وہاں بھی تدریس کے فرائض انجام دیئے۔والد محترم نے ۱۹۵۳ء میں اردو کالج میں بی اے (سہ سالہ نصاب) میں داخلہ لیا ان کا اختیاری مضمون اردو تھا جس کو پروفیسر حبیب اللہ خان غضنفر صاحب پڑھایا کرتے تھے۔

غضنفر صاحب کا رہن سہن نہایت سادہ تھا۔تکلف وتصنع سے انہیں کوئی واسطہ نہ تھا۔اوسط درجے کی معاشرت تھی دل کے بہت صاف تھے بلکہ صاف گوئی ان کا مزاج تھا۔چاپلوسی، ابن الوقتی اور زمانہ شناسی سے وہ کوسوں دور تھے۔

اردو کالج سے سبکدوش ہونے کے بعد وہ عثمانیہ کالج کے پرنسپل ہو گئے انہوں نے اپنے کام سے کام رکھا۔غضنفر صاحب کا کام مختلف جہتوں میں بکھرا ہوا ہے۔

غضنفر صاحب کا علمی مرتبہ بہت پائے کا تھا۔علوم اسلامیہ پر ان کی گہری نظر تھی۔تقریباً دس سال تک وہ پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی سے وابستہ رہے اور وہاں کے عظیم علمی منصوبوں پر کام کرتے رہے۔

۱۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی معرکہ آرا کتاب حجۃ البالغہ کا ترجمہ سوسائٹی نے محمود حسین خان رام پوری سے انگریزی میں کرایا تھا ضرورت تھی کہ کوئی بالغ نظر عالم اس پر نظر ثانی کرے غضنفر صاحب نے اس کام کو باحسن وخوبی انجام دیا۔

۲۔ابنِ فلکان کے انگریزی ترجمہ کی ترتیب وتہذیب کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔

۳۔طبقاتِ ابن سعد کی کئی جلدوں کا عربی سے انگریزی میں بلاشرکت غیرے ترجمہ کیا۔

۴۔ابنِ اثیر کی دوسری جلد کے ایک حصے کا اردو میں ترجمہ کیا۔

۵۔البیرونی کی عربی سوانح حیات کا تلخیص وترجمہ کیا۔

۶۔سلیمان ندوی کی سیرت النبیؐ کے باب معجزات کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔

۷۔انجیل (عہد نامہ قدیم وجدید) پر گہری نظر تھی تالمود کے حوالے از بر تھے۔

ایک زمانے میں غضنفر صاحب کو مناظرے کا شوق رہا۔آریاؤں اور عیسائیوں سے خوب واقف تھے شعبہ لٹریچر پر بھی نظر تھی۔حوالے بھی خوب یاد تھے حافظہ اچھا تھا۔اپنے معاصرین کے بہت سے اشعار یاد تھے۔

غضنفر صاحب کی اردو ادبِ عالیہ پر بڑی نظر تھی وہ الفاظ کے استقاق واستخراج اور عروض کے ماہر کامل تھے بعض اوقات اپنی گفتگو میں خاصی وعلمی وادبی نکتے بیان کرتے تھے۔

پروفیسر حبیب اللہ خان غضنفر صاحب کے علمی وادبی کام کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

۱۔معانی الہم:۔یہ جنید بغدادی سے منسوب ہے اور تصوف کے قدیم بنیادی ادب میں اس کا شمار ہوتا ہے انگریزی کے ساتھ ساتھ عربی رسالہ شائع ہو چکا ہے۔

۲۔تنزلات ستہ: ملا عبد العلی بحر العلوم کے رسالے تنزلات ستہ کا اردو ترجمہ ایل ریویو ۱۹۹۶۵ میں شائع ہوا۔

۳۔ہندی ادب: شروع میں یہ مقالہ رسالہ اردو سہ ماہی میں شائع ہوا اب غضنفر اکیڈمی نے اسے کتابی شکل میں شائع کر دیا ہے یہ ایم اے کے نصاب میں شامل ہے۔

۴۔اردو کا عروض: ایم اے اردو کے نصاب میں شامل ہے۔

۵۔اردو کا نیا عروض: اس میں اردو عروض پر بحث کی گئی ہے

۶۔مثنوی ناسخ: ناسخ کی مثنوی مقدمہ کے ساتھ ترتیب دی چھپ چکی ہے۔

۷۔کلام ناسخ: ناسخ کے دیوان کو مرتب کیا ایک طویل مقدمہ لکھا۔خفی نسخوں سے بہت سا کلام انتخاب کر کے اس میں شامل کیا جو مطبوعہ نسخے میں نہیں ہے یا غیر مطبوعہ ہے۔

معمات جامی کے معمے حل کیے اردو رسالے میں یہ مقالہ شائع ہوا۔

۹معمات کاہی: قاسم کاہی کے معموں کو حل کیا یہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

۱۰۔سنسکرت ادب: ہندی ادب کی طرح سنسکرت ادب پر بھی ایک طویل مقالہ لکھا تھا یہ بھی رسالہ اردو میں چھپ چکا ہے۔

غضنفر صاحب نے کئی معرکتہ الآ راء مقدمات تحریر کیے۔

۱۔فردوسِ بریں

۲۔فلورانڈا

۳۔مقدس نازنین

۴۔منصور اور موتیا

۵۔مشرقی تمدّن کا آخری نمونہ

ایک بڑا کام نور اللغات کو دوبارہ شائع کیا تو اس نظر ثانی وغیرہ کا کام بھی غضنفر صاحب نے انجام دیا۔

اردو کالج کے مشہور علمی مجلّہ برگ گل کے نگراں رہے۔غضنفر صاحب کے بہت سے مضامین پاک و ہند کے مختلف رسائل و جرائد میں شائع ہوئے ہیں۔

موازنہ سحر البیان اور گلزار نسیم، موازنہ گلزار نسیم، مذہب عشق و ترانہ عشق، اردو تذکروں کا تقابلی مطالعہ، اردو میں تمثیل نگاری۔ دیسی زبانوں کی ترقی میں مسلمانوں کا حصہ، اردو زبان کے آغاز و ارتقاء کے مختلف نظریے۔خودنوشت غضنفر ماہنامہ شخصیات، کراچی میں چند اقساط شائع ہوئیں۔

والد محترم نے اپنے استاد غضنفر صاحب پر قطعہ تاریخ انتقال بھی تحریر کیا جو کہ یہ ہے

عروضِ ادب تھے وہ بے مثال
سپہر معارف کے تھے آفتاب
تبحر میں ان کے کوئی شک نہیں
بہت کم ہیں ایسے عالی جناب

جو چاہا غضنفؔر کا سالِ وفات
صدا آئی ہے ، ہے فضیلت مآب

۱۳۹۲ھ

پروفیسر ڈاکٹر محمد ایوب قادری صاحب کے ذخیرۂ کتب میں سے ایک بیاض ملی جو کافی خستہ حالت میں دستیاب ہوئی۔ اوّل تا آخر کے صفحات کرم خوردہ ہیں۔ اس بیاض کو راقم الحروف نے صفحہ قرطاس پر منتقل کیا اور یادگار کے طور پر بیاض کے نام سے پروفیسر حبیب اللہ خان غضنفر صاحب کی آخری علمی کاوش کو ادب کے قارئین کے لیے مرتب کرنے کی سعی کی ہے۔اس کام میں میرے شاگرد ڈاکٹر رانا خالد محمود قیصؔر نے طباعت کے مرحلے میں میری بڑی مدد کی ۔ یہ اگر علمی تعاون نہ کرتے تو مسودہ کبھی کتاب کی شکل میں قارئین کے ہاتھوں میں نہ آ تا۔ میں ان کا شکریہ کس طرح ادا کروں شکریے کے لیے الفاظ کم ہیں۔ جناب غضنفر صاحب کے صاحبزادے جناب ثاقب علی خان نے مسودہ چھاپنے کی بخوشی اجازت دی۔ میں ان کا بھی شکر گزار ہوں۔خدا کرے ادب کے قارئین میری اس کاوش کو پسند فرمائیں۔

نعت رسول مقبولؐ

قیس شوریدۂ صحرا نہ مِرا دل ٹھہرے
لیلیٰ ٔ ذکرِ محمدؐ کا یہ محمل ٹھہرے

تم سکون بخش دلِ مومنِ کامل ٹھہرے
کیوں نہ یادِ رخ انوار میں مرا دل ٹھہرے

زندہ درگور جو اولاد کو کر دیتے تھے
کیا سکھایا کہ اخوت میں وہ کامل ٹھہرے

ذوقِ تبلیغِ رسالت تو اُسے کہتے ہیں کہ
حق سے ایمان ابوجہل کے مسائل ٹھہرے

حق نے تکمیل نبوتؐ کی سند یہ بخشی
غیر بھی آپؐ کی تلقین کے قائل ٹھہرے

یا الٰہی یہ سفر سوئے مدینہ ہو مِرا
حرمِ پاک نبیؐ اب میری منزل ٹھہرے

ذکر ہو ختمِ رسولوں کا غضفر جو یہاں
محفلِ قدس کا نقشہ مری محفل ٹھہرے

☆

غزلیں

وہ ذوقِ سجدہ پہ پابندی مکاں نہ رہا
کہ منتہائے طلبِ سنگ آستاں نہ رہا

نہیں کہ منتظر مرگِ ناگہاں نہ رہا
یہ اضطراب بھی وجہ سکونِ جاں نہ رہا

مجھے دکھائے ہیں وہ سبز باغ امیدوں نے
کہ اب فریبِ نظر گلشنِ جناں نہ رہا

کھلی نہ آنکھ بھی تلخابۂ اجل پی کر
اڑے جو ہوش میں بے ہوش بھی یہاں نہ رہا

ادا فروش تجلی کی شوخیاں توبہ
مجالِ دید تو کیا ہوشِ جسم جاں نہ رہا

وقارِ عشق کو بے تابیاں ہی کھودیں گی
دلِ حزیں کو اُس اُفتاد کا گماں نہ رہا

غرور حُسن نے ٹھکرایا التجاؤں کو
امید گاہِ محبت وہ آستاں نہ رہا

کلی کلی ہے بذوقِ نمو چمن بہ کند
اب اس بہار کو اندیشۂ خزاں نہ رہا

نہ یاد آئے غضنفرؔ گلے گلے مل کے
پھرے نصیب تو شکوہ بھی درمیاں نہ رہا

☆

منت کشِ درماں غمِ پنہاں نہیں ہوتا
میں ہمتِ عالی سے پشیماں نہیں ہوتا

صیاد کا پابند نہیں ذوقِ اسیری
آزاد چمن مرغِ خوش الحاں نہیں ہوتا

یکساں ہو غم، ہجر و سرور شبِ عشرت
ایسا کبھی اے گردشِ دوراں نہیں ہوتا

اے رشکِ مسیح اچھی طرح سوچ سمجھ کر
کچھ کھیل علاجِ غم پنہاں نہیں ہوتا

موسیٰ شجرِ طور میں کیا دیکھتے غش میں
پابند تو نظارۂ جاناں نہیں ہوتا

ہے داغِ محبت! یہ فضا دشتِ جنوں کی
بیگانۂ حس اِس قدر انساں نہیں ہوتا

کیوں دیکھے نہ ان کو نگۂ شوقِ غضنفرؔ
جلووں کے مقابل مۂ تاباں نہیں ہوتا

☆

مسکن ہے ماورائے زمان و مکاں مرا
کیا خاک دے گی ساتھ یہ عمرِ رواں مرا

محشر میں دیکھ کر کفنِ خونچکاں مرا
منہ چومتی تھی زندگیٔ جاوداں مرا

تابندگی فروش ستارے جو ماند تھے
شب کچھ چمک اُٹھا تھا یہ دردِ نہاں مرا

منزل پہ روح جسمِ عناصر ہے راہ میں
ہے گردِ کارواں کی طرح کارواں مرا

بیتابیٔ فراق کا حال ان کے روبرو
کہہ دے تڑپ تڑپ کے دلِ ناتواں مرا

رنگینیٔ خیال کے اللہ رے فریب
پہلو نشیں ہے آج وہ نامہرباں مرا

سجدوں کے اضطراب کا عالم نہ پوچھیے
اتنا کہا جو اس نے یہ ہے آستاں مرا

ہنگامِ نزع زحمتِ پرسش ہے کیا ضرور
اب ساتھ چھوڑنے کو ہے عمررواں مرا

وجہ سکونِ قلب یہی اضطراب ہے
ہے دستگیر دوست جو دردِ نہاں مرا

کھوئے ہوئے حواس کی لغزش کو ہے تلاش
پڑتا ہے دیکھیے قدم اُٹھ کر کہاں مرا

برقِ فنا سے پوچھ اے شوقِ جستجو
تھا بجلیوں کی زد میں کہیں آشیاں مرا

ناکامیوں کو بعد فنا بھی تلاش ہے
اب بے نشانیوں میں ملے گا نشان مرا

ان کی تجلّی نظر افروز کی قسم
کیا جگمگا رہا ہے غضنفرؔ مکاں مرا

☆

بسمل کا خون گردنِ بسمل میں رہ گیا
یا اشتیاقِ دید مرے دل میں رہ گیا

قاتل تو چھپ کے جلوۂ قاتل میں رہ گیا
اک پیکرِ جمیل مرے دل میں رہ گیا

شاید یہی ہے بیخودی ذوقِ جستجو
گم ہو کے میں تجسسِ منزل میں رہ گیا

گُل پوش میری خاکِ لحد کو نہ کیجئے
ہر داغ پھول ہو کے مرے دل میں رہ گیا

اتنا سرورِ دید نے بے خود کیا مجھے
میں خود کو ڈھونڈھتا مری محفل میں رہ گیا

رنگِ شباب بھر دیا تصویرِ ناز میں
وہ اور شوخ ہو کے مرے دل میں رہ گیا

اب میں ہوں اور وادیٔ وحشت کی مشکلیں
ہمت کا جوش پہلی ہی منزل میں رہ گیا

موجوں سے کھیلتی ہے مری کشتیٔ حیات
طوفاں جو چھپ کے دامنِ ساحل میں رہ گیا

دیکھا نہ دستِ مجمعٔ اغیار میں مجھے
محبوس ہو کے میں بھری محفل میں رہ گیا

کیا سیمیا نمود ہے دنیا کے رنگ و بو
ہر پھول داغ ہو کے مرے دل میں رہ گیا

احباب لطف اٹھا کے غضنفرؔ چلے گئے
میں جستجوئے بانیٔ محفل میں رہ گیا

☆

یہی شاید مآلِ گردشِ ایام ہونا تھا
میری تدبیر کی تقدیر میں بدنام ہونا تھا

خوشا قسمت کہ تیرے نام پر بدنام ہونا تھا
مری ذلت کو تیرے عشق کا انجام ہونا تھا

اسی صورت لبِ شیریں کے بوسے مجھ کو مل جاتے
تری دشنام کے صدقے مجھے دشنام ہونا تھا

نیازِ عشق اُسے سمجھو کہ نازِ حُسن اسے جانو
سجودِ بے غرض کو حاصلِ اسلام ہونا تھا

نگارِ بد گمان حسن بھی بدلی ہوئی سی ہے
نگاہِ شوقِ رُسوا کا یہی انجام ہونا تھا

ہر اک صبحِ ازل کا خاتمہ شام دید ہوگا
تجھی کو روزِ ہجراں بے نیازِ شام ہونا تھا

حضورِ حسن سے بڑھ کر غضنفرؔ یہ حضوری تھی
تصور دل میں شکل آنکھوں میں لب پر نام ہونا تھا

☆

درباں نے دیا اذنِ سجود درِ یار آج
شاید وہ بڑھانے کو ہیں الفت کا وقار آج

فردوس نظارہ ہے ترا روئے نگار آج
آنکھوں میں اُتر آئی ہے تصویرِ بہار آج

اے سوزِ دروں المدد آمد ہے کسی کی
خاموش نہ ہو جائے کہیں شمعِ مزار آج

شانِ گنہ مغفرت انجام تو دیکھو
زہاد کو بھی رشک ہے اے روزِ شمار آج

شاید نگاہِ غلط انداز پڑی ہے
آیا ہے یکایک دلِ مضطر کو قرار آج

تھا حُسن فریبِ نگۂ شوق غضنفرؔ
رُسوائی الفت سے کُھلا آخر کار آج

☆

کیا ہو گیا یہ صورتِ بیمار دیکھ کر
مایوسیاں ہیں نقش بہ دیوار دیکھ کر

گستاخیٔ نگاہ پہ برہم نہ ہوجئے
مجبوریٔ محبتِ ناچار دیکھ کر

ہے موجِ اضطراب جبینِ نیاز میں
سجدوں کا شوق سنگِ درِ یار دیکھ کر

نظارۂ جمال نگاہوں کا فخر ہے
اِترا رہی ہیں جلوۂ دلدار دیکھ کر

ٹپکے نہ کیوں مسرتِ پیہم نگاہ سے
آئی ہے کامیاب رخِ یار دیکھ کر

مژدہ مسرتوں کو غضنفر یہ دیجیے
دل حظ اُٹھا رہا ہے رخِ یار دیکھ کر

☆

مرا دل پھونکنے والے خبردار
مرے سینے میں آہِ شررِ یار

زمانہ لاکھ پلٹے کھائے بیکار
نگاہوں میں کھپی ہے اس کی رفتار

مرے دل کو تسلی دینے والے
نہیں اس لطف کا بندہ سزاوار

محبت کا یہ نازک مرحلہ ہے
نہ ٹھہرا ہے نہ ٹھہرے گا دل زار

جفائیں بے نہایت کرنے والے
نہ ہو مجھ سا کوئی مجبور و ناچار

نہیں ہوتی دلِ مضطر کو تسکیں
تسلی آپ کی اور اتنی بیکار

غضنفرؔ آج یہ اعلان کردے
خدا غفّار ہے بندہ گنہگار

* اُردو کا عروض

سوزِ نہاں عشق یہ سوزِ نہاں عشق
برقِ تپاں عشق ہے برقِ تپاں عشق

بیگانۂ مذاقِ محبت کو کیا خبر
ہے حُسن خود نما سے نمودِ آشیاں عشق

سرتا بہ پا طرب ہے مجسمہ سرور ہے
ذوقِ طلب میں زندگیٔ جاوداں عشق

ہے عشق کی زبان پہ انا الحسن کی صدا
کیا سوزِ ناتمام ہے سوزِ نہاں عشق

کس کو بچاؤں کس پہ میں کھاؤں ستم کی چوٹ
دل بھی مکانِ عشق جگر بھی مکاں عشق

جور و ستم ہے مشغلۂ روحیاں حسن
رہتے ہیں مبتلائے جفا رنگیاں عشق

بھولا ہوا ہے جلوہ نظارہ سوز پر
دیکھی نہیں وہ حسن نے برقِ تپاں عشق

برقِ جمالِ یار کا انصاف دیکھنا
گرتی ہے اور جلاتی نہیں آشیاں عشق

ذوقِ گداز پیہم و سوزِ دروں گواہ
ہر اشک بیقرار ہے روحِ رواں عشق

تم پوچھ لو غضنفر عالی وقار سے
اشکِ نگاہ حُسن سے مخفی ہے شاں عشق

☆

فریبِ نظر کی گُل افشانیاں ہیں
ہر اک سمت جلوؤں کی ارزانیاں ہیں

میں بھولا نہیں آشیاں کا اُجڑنا
ابھی یاد وہ خانہ ویرانیاں ہیں

جسے بجلیاں کہہ رہا ہے زمانہ
وہ تیری نگہہ کی پریشانیاں ہیں

نظر سوز جلووں سے ایمن میں موسیٰ
نظارہ نصیبوں کی مہمانیاں ہیں

کدورت کو کیا دل چھپائے گا تیرا
پشیمان اب ان کی پشیمانیاں ہیں

وقار اپنے سجدوں کا لازم ہے زاہد
کہ جھکنے میں بدنام پیشانیاں ہیں

نظارہ ہے اپنے مقدر پہ نازاں
غضنفر یہ جلووں کی ارزانیاں ہیں

☆

کیوں اشک ندامت کو نہ لوں دامنِ تر ہے
رحمت کے سمندر کا یہ غضنفر گھر ہے

دریائے کرم میں ابھی لہریں نہیں اٹھیں
کیا خاک ابھی ابرو دیدۂ تر ہے

اس شان سے پڑتے ہیں مرے پاوں سلاسل
گویا ادب جوشِ جنون مدِنظر ہے

دل میں وہی حسرت ہے جو پوری نہیں ہوئی
لب پر وہی نالہ ہے جو محرومِ اثر ہے

مشکل ہے ضیاء پاشی ظلمت کدۂ دل
جلووں کی قسم برقِ تجلی کو حذر ہے

وہ کہتے ہیں میری نگہہ دید طلب سے
لو حسرتِ نظارہ بھی پابند نظر ہے

بے زاد تو مجھ کو غضنفرؔ نہ سمجھنا
درویش محبت کا توکل پہ گزر ہے

☆

ان کی تسلیوں کو توجہ ادھر کہاں
شرمندۂ سکون ابھی دردِ جگر کہاں

جن کی مسرتوں میں گزرتی ہے رات دن
میرے تاثرات کا ان پر اثر کہاں

ہر چند ان کے جلوے نظارہ نواز ہیں
کم ہستیوں کو رخصتِ بینش مگر کہاں

اللہ رے کائناتِ محبت کی وسعتیں
اب شام ہوگئی تو امیدِ سحر کہاں

کہنے کو میں نقاب اُٹھانے کو کہہ گیا
شائستہ تجلی رنگیں نظر کہاں

پابندیٔ نفس میں گزر بے بسی کے ساتھ
شایانِ شاں ہمتِ عالی نظر کہاں

دل بدگمان ہے نگہہِ کامیاب سے
دنیا کے دل میں قدرِ متاعِ ہنر کہاں

کیا جس کا خیال تصور فریب ہے
گرتی ہے آج دیکھئے برقِ نظر کہاں

بے چین ہوگئے ہیں وہ دشمن کی یاد میں
میری دعائے نیم شبی میں اثر کہاں

زاہد شکستۂ توبہ میخوار کی قسم
پرہیز سے لاکھ سہی عمر بھر کہاں

ہے بجلیوں کی زد میں مرا خرمنِ شکیب
ان شوخ چتونوں سے غضنفر مفر کہاں

☆

ہوا بیدار احساس نیازِ و ناز سینوں میں
ادھر سجدے جبینوں میں ادھر جلوے حسینوں میں

مرے ذوقِ تجسس نے اس کو دل میں پایا ہے
نہیں جس کی سمائی آسمانوں میں زمینوں میں

چھپاؤں کیوں نہ سینے میں شکستہ دل کے ٹکڑوں کو
بھرا ہے آرزوؤں کا لہو ان آبگینوں میں

یہ کس خورشید کی گردش سے پوچھوں گا نجومی سے
شبِ فرقت مری کٹتی ہے برسوں میں مہینوں میں

خیالِ جلوہ رنگین کی رعنائی ارے توبہ
ہماری زندگی گویا گذرتی ہے حسینوں میں

کہاں دنیا میں وقعت جنسِ نایابِ محبت کی
شرافت کا نہیں ہے قدرداں کوئی کمینوں میں

گدازِ پیہم غم کی قسم مر مر کے جیتے ہیں
چھپائے ہیں تمہارے درد کو عشاق سینوں میں

فریبِ منزلِ مقصود کیا ذوقِ تجسس کو
میں ڈھونڈھوں آسمانوں میں یا جاؤں زمینوں میں

غضنفرؔ مجھ کو ایذائیں مرے ہاتھوں سے پہنچائیں
یہی وہ سانپ ہیں پالا ہے جن کو آستینوں میں

☆

۞

تاب نظارہ جمال نہیں
اُٹھ سکے آنکھ یہ مجال نہیں

دل فریبی نظر فریبی میں
زیرِ گردوں تری مثال نہیں

ہیں نگاہیں بھی ترجماں دل کی
لب ہی شرمندۂ سوال نہیں

اہلِ جنت پیئیں شرابِ طہور
اہلِ دنیا کو ‘مے حلال نہیں

سیکڑوں حسرتوں کا خون ہوا
زیرِ پا دل ہی پائمال نہیں

سب ہیں سرسبز باغِ دنیا میں
اک غضنفرؔ کا دل نہال نہیں

☆

تسکین کو شاید ان سے کہا اضطراب میں
شوخی سی لب پہ کھیل رہی ہے جواب میں

کیا میں نے ان سے پوچھ لیا اضطراب میں
خاموش مسکرا کے ہوئے ہیں جواب میں

تقلیدِ عقلِ خام میں گمرہ نہو جیسے
دل سے طریقے پوچھیے عہدِ شباب میں

دل کی کدورت آئینہ چیں جس سے ہے
شکنیں پڑی ہوئی ہیں تمہاری نقاب میں

پاسِ اثر تو دیکھئے میری دعا کا آج
کرنے لگی کلام ہی رحمت کے باب میں

ہوش اُڑ رہے ہیں قہر کی چتون کو دیکھ کر
بجلی چھپی ہوئی ہے نگاہِ عتاب میں

☆

فریب دے گئی رنگینئ بیاں مجھ کو
تیری نہیں پہ نہیں کا نہیں گماں مجھ کو

چمن سے پہلے جلا ڈالیں بجلیاں مجھ کو
خدا نہ کرے نظر آئے وہ سماں مجھ کو

سکونِ قلب تھیں کہ اضطراب فزا
دمِ وداع وہ تیری تسلیاں مجھ کو

لگاوٹوں سے وہ رہ رہ کے دیکھنے کی قسم
لبھا رہی ہیں تجلی کی شوخیاں مجھ کو

ہنوز دل میں رہائی کا شوق باقی ہے
قفس میں پھونک دے اے برقِ آشیاں مجھ کو

نکل کے دل سے نہ لب پر نہ چرخ پر ٹھہری
ملی ہے آہ بھی آوارۂ جہاں مجھ کو

رہینِ منتِ دیر و حرم کرے نہ کہیں
سجود عجز میں پابندیٔ مکاں مجھ کو

دو چشم پیر مغاں میں غضب کی مستی ہے
جھکا رہی ہیں یہی دو گلابیاں مجھ کو

نگاہِ شوق کی گستاخیاں ارے توبہ
کہیں جلائیں نہ جلووں کی بجلیاں مجھ کو

درِ قبول پہ میری دعائیں کیوں جائیں
ترے نثار جو مل جائے تو یہاں مجھ کو

کہیں تصورِ گم کردہ رہ نہ لے جائے
مکانِ یار کے دھوکے میں لامکاں مجھ کو

شبِ فراق کے تاروں سے سرگزشت کہوں
غضنفؔر اِن سے ملیں گے نہ راز داں مجھ کو

☆

ہے چھوڑنا تو سہل رہِ مستقیم کو
لیکن یہ ناگوار ہے طبعِ سلیم کو

اللہ دیکھنا ہو مبارک کلیم کو
ایمن فروز جلوہِ حُسنِ قدیم کو

رو رو کے پھول پھول سے شبنم نے یہ کہا
بھاتا نہیں تبسمِ غنچہ نسیم کو

میں کر رہا ہوں مصحفِ الفت کی ابتدا
پڑھ کر مقطعات الف لام میم کو

کنجِ قفس نشیمنِ برباد کی قسم
گلشن بدوش دیکھ رہا ہوں نسیم کو

بیمار غمِ نہ ترکِ محبت کی دے صلاح
دنیا میں مانتے نہیں رائے سقیم کو

کہتا ہے پھول پھول گریباں کو پھاڑ کر
پابندیاں نہیں ہیں گوارا شمیم کو

جانِ حزیں بھی نکلی حرمِ واپسیں کے ساتھ
ہمراہ لے چلا یہ مسافر مقیم کو

ہے ان دنوں صبا کا دماغ آسمان پر
شاید وہ لے اُڑی ہے غضنفر نسیم کو

☆

ملایا خاک میں گردوں نے کیا کیا سعی پیہم کو
نہ پہنچا ایک بھی جام سفالیں ساغر جم کو

پیام خرمی دیتی ہے جلووں کی جھلک ہم کو
ہلالِ عید بن کر آسمانِ حسن پر چمکو

فریبِ آ گیں امیدوں کی الٰہی دل کشی توبہ
ہجومِ آرزو نے گھیر رکھا ہے دو عالم کو

سکونِ جاوداں موت سے بیگانہ رکھتا تھا
مذاقِ اضطرابِ زیست یا دنیا نہ تھا ہم کو

رم آمادہ نفس کو موجِ بحر زندگی جانا
نہ سمجھے موجِ رقصاں ہوا غفلت سے ہمدم کو

کوئی بحرِ فنا سے آب حیواں پی نہیں سکتا
خضر جھٹلا نہیں سکتے اس آئین مسلم کو

سنبھلنا کیا سنبھالے بھی مریض غم نہیں لیتا
وہ دیکھو آ گیا دانتوں پہ پسینہ ابنِ مریم کو

اجل کی نیند وصل غیر کی راتو! میں سوتا ہوں
جو اک دن ہو تو کاٹے کوئی آنکھوں میں شبِ غم کو

تبسم ہائے پنہانی میں دو اشک مسرت بھی
ترستے ہیں مری بزم عزا کے پھول شبنم کو

الٰہی پردہ رکھنا میرے اعمال ریائی کا
چھپا دینا کسی جنت کے گوشے میں جہنم کو

غضنفر سو گئے راہِ طلب میں پاؤں کیا اٹھیں
سنائی نا امیدی نے کچھ ایسی داستاں ہم کو

☆

پڑ گئے آنکھوں میں حلقے عشق کی تاثیر سے
ہو گی زنداں میں مجھے شرمندگی زنجیر سے

یہ بھی اک سودائیوں کی عزت افزائی ہوئی
سرفراز اس نے کیا تقصیر کو تعزیر سے

ذوقِ جلوہ نہ ہو جن آنکھوں کو وہ آنکھیں ہی نہیں
کہہ گئے وہ خواب میں سوئی ہوئی تقدیر سے

ہے سکوں ناآشنا ان کی نگاہِ مضطرب
بجلیاں سی کوندتی ہیں آہ کی تاثیر سے

میری جانب کو بڑھایا جام لیکن بعد دور
مجھ کو پہچانا تو ساقی نے مگر تاخیر سے

موت شاید اک سکونِ دائمی کا نام ہے
کہہ رہا ہے اضطرابِ زیست ان کے تیر سے

اے مری آہِ فلک رس یہ تری توہین ہے
تجھ کو شرمندہ نہ ہونا چاہیے تاثیر سے

طاقتِ دید آزما جلوے نظر آنے کو ہیں
لیکن آنکھیں جھپکی جاتی ہیں ابھی تنویر سے

ضامن عیش ابد ہے تلخ کلامی موت کی
جان شیریں مانگی جاتی ہے نئی تدبیر سے

اے غضنفر وہ مرے گھر آئے ہیں سہمے ہوئے
آہِ بے تاثیر سے یا آہ کی تاثیر سے

☆

تم کو کیا حاصل ہوا فہمائشِ تقصیر سے
بڑھ گیا ذوقِ معاصی لذتِ تعزیر سے

شوقِ آزادی ہے اک احساسِ مجبوری کا نام
راز یہ ہم پر کھلا پابندئ زنجیر سے

بجلیاں بن کر چمکتے ہیں فرازِ طور پر
جلوے خود بے تاب ہیں ارزانئ تنویر سے

اپنی نادانی سے محبوسِ خیالِ خام ہوں
ہو رہا ہوں خوش فریبِ آہِ بے تاثیر سے

ڈالتا ہے کوئی معمورات نو کی داغ بیل
عالمِ تکوین میں ویرانئ تعمیر سے

ان کے تیور کہہ رہے ہیں برہمیٔ دل کا حال
آگ محفل میں لگی ہے شعلۂ تقریر سے

ذوقِ آزادی مرا پابندِ آزادی نہیں
تم رہا اوروں کو کردو خانۂ زنجیر سے

ذرّے ذرّے میں نہاں سوزِ دلِ بیتاب ہے
بجلیاں لپٹی ہوئی ہیں خاکِ دامن گیر سے

بے نیازِ لذتِ تقریر خط نے کردیا
بول اُٹھے حرف اے غضنفرؔ شوخیٔ تحریر سے

☆

بیاضِ غضنفر............حبیب اللہ خان غضنفر

حسن ذوقِ نظر ہے کیا کہیے
عشق صورت نگر ہے کیا کہیے

جلوۂ خود نما ہے جذبِ نگاہ
یا بہشت نظر ہے! کیا کہیے

لب تک آئی نہیں دعا لیکن
ناامیدِ اثر ہے کیا کہیے

راہِ پیچیدہ محبت گم
تا بہ حد نظر ہے کیا کہیے

نوجوانی کی تاک جھانک گواہ
یہ سرشتِ بشر ہے کیا کہیے

جلوۂ خود نما کو دیکھ لیا
اضطرابِ نظر ہے کیا کہیے

کھو دیا ایک جستجو نے مجھے
دل مرا راہبر ہے کیا کہیے

حورِ جنت پہ جان دیتا ہے
زاہد آخر بشر ہے کیا کہیے

ان کے جلووں سے حُسن پیدا ہے
یا فریبِ نظر ہے کیا کہیے

ذرہ ذرہ پہ آفتاب نثار
آپ کی رہگزر ہے کیا کہیے

ان کی رنگیں تجلیوں کی قسم
شام ہی سے سحر ہے کیا کہیے

بجلیاں پھر چمن پہ ٹوٹی ہیں
پھر نشیمن کا ڈر ہے کیا کہیے

قلبِ مضطر جو پائمال ہوا
رہگزر ہگزر ہے کیا کہیے

آشیاں سے قفس میں پہنچا ہوں
کرمِ بال و پر ہے کیا کہیے

اے غضنفرؔ فراقِ وصل نما
رنجِ شام و سحر ہے کیا کہیے

☆

وطن فریب وطن ہے یعنی یہ خاکِ وطن نہیں ہے
شمیمِ گل، عندلیبِ نالاں، اسیرِ صحنِ چمن نہیں ہے

نہیں کہ شوقِ چمن نہیں ہے مذاقِ سرو سمن نہیں ہے
مگر زمانے میں کوئی مجھ سا اسیرِ رنج ومحن نہیں ہے

تری نگاہیں جو پھر گئی ہیں تمام دنیا بدل گئی ہے
کہیں وہ روئے زمیں نہیں ہے کہیں وہ چرخِ کہن نہیں ہے

غلامِ سرمایہ دار دولت ہوا ہے مزدور پست ہمت
جو اس کی رگ رگ میں دوڑتا ہے وہی لہو جوش زن نہیں ہے

نعیم جنت کا ذوق کیوں ہے عذابِ دوزخ کا خوف کیوں ہے
یہ راز مجھ پر تو کھل گیا ہے مگر مجالِ سخن نہیں ہے

رہا ہے سرمایہ دار شاید ہمیشہ محروم لطفِ نعمت
کہ مشک سے مستفید ہرگز کوئی غزالِ ختن نہیں ہے

نثار اس موسمِ جنوں کے یہ جس نے مجھ کو سِکھا دیا ہے
جو پارہ پارہ نہ ہو غضنفرؔ وہ پیرہن ، پیرہن نہیں ہے

☆

محیط عشق میں او سوئے ساحل دیکھنے والے
کہیں گے کیا تجھے پابندِ منزل دیکھنے والے

تمنائیں ٹپکتی ہیں لہو کے قطرہ قطرہ سے
کہو دامن بچائیں رقصِ بسمل دیکھنے والے

وہ چاہیں تو بدل دیں اک اشارے میں مری دنیا
نہ گھبرائیں ہجومِ حسرتِ دل دیکھنے والے

نگاہوں کو پریشانی بھی ہے حرماں نصیبی بھی
نہ جانے کیسے ہوگئے روئے قاتل دیکھنے والے

فروغِ رخ سے بجلی سی چمکتی ہم نے دیکھی ہے
نہ جل جائیں کہیں جلووں کی محفل دیکھنے والے

فنا آسودہ ذرّوں کو مذاقِ زندگی بخشا
پکارے صنعتِ خلاّقِ کامل دیکھنے والے

سنا ہے شوخیاں بیباک ہیں فتنے اُٹھانے میں
سنبھل کر دیکھ او اندازِ قاتل دیکھنے والے

نگاہیں بیخودِ دیدار ہیں یا ہوش باقی ہے
کھڑے ہیں ان کے جلووں کے مقابل دیکھنے والے

غضنفر کی نگاہِ شوق کو بھی ذوقِ جلوہ دے
لگاوٹ کی نظر سے جانبِ دل دیکھنے والے

☆

وہ کہتے ہیں ہم کو امتیازِ دوست دشمن ہے
مگر رُسوا کن گل کون ہے کیا خارِ گلشن ہے

بخون آشفتہ دامن میں بھی ہوں محشر میں قاتل بھی
یہ میرا خونِ ارمان ہے وہ میرا خونِ گردن ہے

وہی اک جلوۂ بے تاب شوقِ خود نمائی ہے
فروغِ نارِ نمرود وفورِ برقِ ایمن ہے

خزاں میں بھی یہ کہتی ہے تنِ مجنوں کی عریانی
کہ اب اک تار بھی ننگِ گریباں، عارِ دامن ہے

کوئی اس مہرِ شب امروز سے جا کر یہ کہہ دینا
تعلّیٰ پر مرے حسرت کدہ کی شمع روشن ہے

نگاہِ شوق عاشق کی طرح بیتاب ہیں جلوے
تلاشِ موسیٰ عمراں میں شاید دشتِ ایمن ہے

رہِ الفت میں کچھ ناکامیاں ہی کام آتی ہیں
نہ گردن جب کٹی سمجھے مقام دوست گردن ہے

پھنکا جاتا ہوں لیکن وہم جلنے کا نہیں ہوتا
مرا سوزِ نہانی آتش خاموش گلخن ہے

ازل سے لاگ ہے تخریب کو تعمیرِ دنیا سے
ہمیشہ دانہ دانہ پر نگاہِ برقِ خرمن ہے

مرے دل کا سہارا اے غضنفر جو تمنا تھی
اسی کے خون کا اک ایک قطرہ زیر دامن ہے

☆

فریبِ پردۂ ناموسِ ناز رہنے دے
تجلیوں کو نظارہ نواز رہنے دے

تعینات کے اس کیف کو سمجھتا ہوں
یہ ہاؤ ہو کا غلط امتیاز رہنے دے

ندامتوں سے گناہوں کی مل گئی سرحد
مرے کریم درِ توبہ باز رہنے دے

سجودِ عجز کی دنیا میں انتہا کیوں ہو
سرِ نیاز کو وقفِ نیاز رہنے دے

ستم ظریفیِ گردوں سے کچھ بعید نہیں
جو غزنوی کو غلامِ ایاز رہنے دے

سنا ہے شہرتِ لافانیِ سکندر سے
خضر کو حسرتِ عمرِ دراز رہنے دے

فنا سرشت عناصر سے ہے مری ترکیب
مثالِ شمع مجھے جانگداز رہنے دے

غمِ نشاط سکوں آفریں یہ مایوسی
اُمید ہی کو غضنفرؔ نواز رہنے دے

☆

بیاضِ غضنفر............حبیب اللہ خان غضنفر

۞

ادا شناس نقوشِ مجاز رہنے دے
اسی حجاب میں آگاہِ راز رہنے دے

ادھر نگاہِ مسرت طراز رہنے دے
نوازشوں سے مجھے سرفراز رہنے دے

بساطِ عجز باندازۂ نیاز نہیں
مجھے غرورِ مسجدِ نیاز رہنے دے

ہجومِ شوق عاصی کا یہ تقاضہ ہے
حریفِ رحمتِ عصیاں نواز رہنے دے

نظر فروزی تنویرِ حسن تیرے نثار
نگاہِ شوق میں تصویرِ ناز رہنے دے

ترقیوں کو مرے اضطراب نے روکا
تسلیوں سے مجھے سرفراز رہنے دے

گلِ شگفتہ فردوسِ آرزو یعنی
فروغِ رُخ کو نظارہ نواز رہنے دے

کسی کی فطرتِ آزاد کو نہ کر پابند
نوائے سوز کو محرومِ ساز رہنے دے

اجل پناہ تری تیغِ ناز کا ہے لقب
جلو میں مرگِ غضنفرؔ نواز رہنے دے

☆

۞

ہر چند جانتا ہوں فریبِ خیال ہے
امید سے سکونِ دلِ پُرملال ہے

دشمن نواز دوست کا دل میں خیال ہے
پھیلی ہے ضو کہیں کہیں شمع جمال ہے

پابندیٔ رسومِ محبت سے پوچھ لو
آزادیٔ خیال بھی اب تو محال ہے

ان کے ستم کو پردۂ تعزیر چاہیے
کیوں ذوقِ جرمِ عشق مجھے انفعال ہے

☆

اے بحر گنہ بحرِ کرم پیشِ نظر ہے
دامن بھی مرا تر ہے آنکھ بھی تر ہے

تھوڑی سی دعا بھی مری محتاجِ اثر ہے
نکلی ہے دلِ تنگ سے محدود نظر ہے

اے میری دعا کس لیے مایوسِ اثر ہے
کیا قلزمِ رحمت کے شناور کو خطر ہے

اللہ مری طاقتِ دیدار بڑھا دے
نظارہ جلوہ ابھی پابندِ نظر ہے

ٹکڑے سرِ مژگاں سے ٹوٹے ہوئے دل کے
مشغولِ سفر ہوں میں، یہ مرا زادِ سفر ہے

چھپتی ہی نہیں ان کی لگاوٹ کی نگاہیں
آنکھیں تو چرائے ہیں مگر دل پہ نظر ہے

☆

اس قدر محو کیا شوقِ خود آرائی نے
آمنے سامنے گویا ہیں یہ دو آئینے

لوٹے کیا کیا نہ مزے چشمِ تماشائی نے
کام جلووں کو کیا انجمن آرائی نے

اے تری قسم کی قسم زیست کی حسرت نہ رہی
مار ڈالا ترے اندازِ مسیحائی نے

ان کے اک جلوۂ رنگیں سے شبِ قدر وصال
لطف کیا کیا نہ اٹھائے مری بینائی نے

جلوۂ ہوشربا دیکھ کے بولی ہوش اُڑے
ڈال دی آج سپر دعوائے دانائی نے

شوقِ آزادی صحرا کی ہوا میں رکھا
جوشِ وحشت کو لبھا کر ترے سودائی نے

دل کو بھولے نہیں آغازِ محبت کے مزے
لطف اُٹھایا جو نگاہوں کی شناسائی نے

کتنے بیمار بنے کتنے بنائے بیمار
تیرے قربان ترے شوق مسیحائی نے

راہ و تولدِ محبت میں خضر کیا معنی
ساتھ میرا نہ دیا میری توانائی نے

گلی کے اک جلوۂ رنگین پہ چمن بھولا ہے
باغ کے باغ کھلائے تری رعنائی نے

التجاؤں کی غضنفر کو نہ جرأت ہوئی
دل بڑھایا ہے تری حوصلہ افزائی نے

☆

عدو کو لت ہے اُڑن گھاٹیاں بتانے کی
ہمیں بھی ضد ہے اسی سے پتہ لگانے کی

پجاری حسن کے مندر کا عشق کو کرکے
صنم کدوں کی حفاظت مِرے خدا نے کی

یہ اٹھتے اٹھتے حیا نے کہا مروّت سے
یہ شوخیاں بھی نہیں آنکھ میں سمانے کی

ہوس پرست کو دعویٰ ہے عشق بازی کا
تری نگہ کی قسم بات ہے بن آنے کی

اک طرف سے قیامت کی بجلیاں ٹوٹیں
چمن میں دیر تھی بس آشیاں بنانے کی

تمہارے دل پہ اگر شعر اثر نہیں کرتے
تو واہ واہ مری جان ہے بنانے کی

☆

سنا ہے بادہ گساروں نے نذر مانی ہے
اک ایک شیخ کی تربت پہ خم چڑھانے کی

ہو باغباں کی نگاہیں یہ بجلیوں کا ہجوم
چمن کی خیر مناؤں کہ آشیانے کی

تمہاری نیچی نگاہوں سے پوچھ لیتے ہیں
ڈھکی چھپی نہیں دشمن کے دم میں آنے کی

اثر سے ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگوں گا
ہوائی تیر کی صاحب نہیں نشانے کی

ادا ادا نے غضنفرؔ لگا دیا دل کو
قسم ہے ناز دکھانے کی ناز اٹھانے کی

☆

عجز ادراک فنا پردہ حائل ٹھہرے
تلخیٔ مرگ نہ ارماں کے قابل ٹھہرے

عدم محض اگر عمر کا حاصل ٹھہرے
خوابِ ہستی بھی ان کا اندیشۂ باطل ٹھہرے

آنکھ وہ آنکھ ہے جس آنکھ میں یہ قوت ہو
برقِ بے تاب تجلی کے مقابل ٹھہرے

پرتوِ رخ سے حجابات جلانے والے
تابشِ نور بھی کیوں پردہ حائل ٹھہرے

موج تو موج ہے دریا میں رواں ہے اب تک
ہو ہم آغوشِ فنا گر لبِ ساحل ٹھہرے

وحشتِ قیس کی تاثیر کہاں دیکھی ہے
تو سہی ناقہ پہ لیلیٰ کا نہ محمل ٹھہرے

ذوقِ پابندی آئینِ جنوں کیا کہیے
پاؤں زحمت کشِ احسانِ سلاسل ٹھہرے

لطفِ آزادی صحرا نے کیا دشت نورد
قاطعِ شوق نہ پابندیِ منزل ٹھہرے

حسن والوں کی رقابت بھی غضنفر ہے غضب
جل گئی شمع جو وہ رونقِ محفل ٹھہرے

☆

تیری محفل میں جو آئینہ محفل ٹھہرے
در خور پیشِ کشِ حسن وہی دل ٹھہرے

ان کو مجبوریٔ دل کا ابھی احساس نہیں
حالتِ زار کہوں ان سے اگر دل ٹھہرے

اے مرے حالِ زبوں ان کی توجہ کی قسم
اک نگاہ غلط انداز سے کیا دل ٹھہرے

کارفرمائی آئینہ تو جب ظاہر ہو
کہ ان تمناؤں کے جھرمٹ میں دل ٹھہرے

قیس کی قبر سے آتی ہے یہ آواز اب تک
شوقِ کم بخت کا مسکن نہ کوئی دل ٹھہرے

تپش و ولولہ و شوق نہ امید و ارماں
ایسے ذرّات جو مل جائیں وہی دل ٹھہرے

کہہ دو موجود ہیں ہم جلوہ دکھانے کے لیے
شاید اس طفل تسلی سے مرا دل ٹھہرے

عشق ہوش جو ہو حسن کی آنکھوں میں
التفاتِ نگہٗ ناز سے دل دل ٹھہرے

کشتۂ ذوقِ تپش مجھ سا زمانے میں نہیں
اب خدا ہی ہے غضنؔفر جو مرا دل ٹھہرے

☆

مآثر سے نشانِ رفتگاں معلوم ہوتا ہے
غبار کارواں سے کارواں معلوم ہوتا ہے

مری رگ رگ میں جو خون ساروان معلوم ہوتا ہے
وہی الفت کا بحرِ بیکراں معلوم ہوتا ہے

سنا ہے یہ نگاہِ باغباں میں رہنے والوں سے
چمن کا تنکا تنکا آشیاں معلوم ہوتا ہے

گلِ پژمردہ فصلِ بہار و نالۂ بلبل
چمن شاہد کہ ہر موسم خزاں معلوم ہوتا ہے

نگاہِ شوق کو جس سے امیدِ کامیابی تھی
وہی جلوہ نصیبِ دشمناں معلوم ہوتا ہے

عدم کو جارہا ہے مابعد کو چھوڑ کر کوئی
مسافر بے نیازِ کارواں معلوم ہوتا ہے

مذاقِ سجدۂ زاہد نہیں ہے میرے سجدوں کی
کہ پیشانی میں تیرا آشیاں معلوم ہوتا ہے

مری قیدِ تخیل میں خدا بن کر وہ آیا ہے
جو آزاد مکان والا مکاں معلوم ہوتا ہے

قیامت میں ملا ہے زندگی نامہ قیامت کا
ہر اک فقرہ غضنفرؔ داستاں معلوم ہوتا ہے

☆

رخصت زیست بہ اندازۂ حسرت نہ سہی
حسرتِ ذوقِ مسرت ہے مسرت نہ سہی

ہے نگہِ شوق کی بے تابئ پیہم یہ کرم
تم کو منظور رواداریٔ الفت نہ سہی

مرنے والے کرم مرگ یہی کافی ہے
کاہشِ غم نہ سہی لذت عشرت ہی سہی

موت اچھی ہے جو حاصل ہو سکون کامل
لاکھ بیکاریٔ جاوید کی عادت نہ سہی

التفاتِ نگۂ ناز نے دل موہ لیا
شوخیٔ چشم سہی دل میں محبت نہ سہی

اضطرابِ دل پر شوق کو تسکین تو ہو
دیدِ جاناں کی غضنفرؔ کو اجازت نہ سہی

☆

۞

جام پلادے مست بنادے اچھے ساقی، پیارے ساقی
دکھ کی دوا دے غم کو مٹادے اچھے ساقی، پیارے ساقی

حالِ شبِ غم کہہ نہ سکیں ہم روئیں پیہم صورتِ شبنم
وہ بھی دعا دے صبر خدا دے اچھے ساقی، پیارے ساقی

تو مہِ تاباں جانِ گلستان رشکِ حسیناں میں ترے قرباں
نغمہ سنادے دل کو بڑھادے اچھے ساقی، پیارے ساقی

آنکھ سے پنہاں صورت درماں مجھ سے گریزاں صورت پیکاں
مکھڑا دکھادے ہوش اڑادے اچھے ساقی، پیارے ساقی

ضبطِ غضنفر دیکھ کے آکر جلوۂ انور بجلی بن کر
ہوش اڑادے فخر مٹادے اچھے ساقی، پیارے ساقی

☆

۞

یادت بخیر یاد پہ قربان ہوگئے
اک مرگِ ناگہاں ترے ارمان ہوگئے

اے رمز شناسِ محبت میں کیا کہوں
پابندِ رسمِ کفر، مسلمان ہوگئے

دل کو مکینِ عرشِ بریں کی تلاش ہے
کتنے بلند حوصلہ ارمان ہوگئے

کیا تم نے داد دی نگہٗ انتخاب کی
یا اپنی شانِ حسن پہ قربان ہوگئے

ان کی تجلّیٔ نظر افروز کی قسم
بے خود سے شوقِ دید میں ارمان ہوگئے

برقِ جمالِ یار کو چھپنا ضرور تھا
مرکز سے ہٹ کے جلوے پریشان ہوگئے

اس شکلِ دل پذیر کا دھوکا ہوا ہمیں
رنگینیٔ مجاز پہ قربان ہوگئے

ڈالی انہوں نے حسرتِ پامال پر نگاہ
امیدوارِ لطف پھر ارمان ہوگئے

کیوں کر رہِ طلب میں غضنفرؔ قدم اٹھیں
دشتِ جنوں کے ذرّے بیابان ہوگئے

☆

وسعتِ دستِ جنوں رہرو بڑی مشکل میں ہے
ہمتِ قاصر بھی پابندیٔ منزل میں ہے

کشتی اپنی ہی فریب لاحاصل میں ہے
جو قدم اٹھامیں سمجھا یہ قدم منزل میں ہے

المدد خود داری ضبطِ محبت المدد
ہر ادا پر لوٹ جانے کی تمنا دل میں ہے

کیوں رہے پابندیوں میں طبع آزادی پسند
ہے مکدر پند اگر پانی کہیں ساحل میں ہے

ہے ہجوم جلوے دوست پردے کے ادھر
اے نگہ الجھی ہوئی کیوں پردہ حائل میں ہے

دلکشی پیدا کرے رعنائی نقشِ خیال
یہ تصور ہی نہیں ان کا جو میرے دل میں ہے

اے غضنفرؔ ہے جہاں میں تیری خود داری بجا
چند ٹکڑوں کے سوا کیا کاسۂ سائل میں ہے

☆

خداوند شبِ عیشِ جوانی یاد آتی ہے
مجھے اپنی بہارِ زندگانی یاد آتی ہے

ہماری عمر کے دن کٹ رہے ہیں یوں ہی غفلت میں
ہمیں کیوں تیرے خنجر کی روانی یاد آتی ہے

شبِ تاریک مرقد میں غضنفرؔ یہ اندھیرا ہے
کہ مجھ کو اپنی شمعِ زندگانی یاد آتی ہے

☆

بیاضِ غضنفر............حبیب اللہ خان غضنفر

چمن میں لوٹ جس پر بجلیاں ہیں میرا مسکن ہے
ہوا ہے تنکا تنکا منتشر یہ میرا نشیمن ہے

پتہ دیتی ہے تحریکِ ہوا تبدیلِ موسم کا
مگر اے ہمتِ قاصر تو پابندِ نشیمن ہے

بچایا آتشِ گل سے، چھپایا برق و باراں سے
رہینِ منتِ صیّاد اسیروں کا نشیمن ہے

کہیں گرتی ہے جب بجلی لرز جاتا ہے دل
ہجومِ حشر جنبش میں مری شاخِ نشیمن ہے

ہزار آزادیاں قربان اس لطفِ عنایت پر
نہ فکرِ آب و دانہ ہے نہ تشویشِ نشیمن ہے

نہ پوچھ اے برق گردوں سے پتہ تو میرے مسکن کا
چمن میں چار آڑے سیدھے تنکوں کا نشیمن ہے

قفس والو! مری پابندیاں مجبور ہیں دل سے
قیامتِ زا پرِ پرواز میں بادِ نشیمن ہے

چمن چھوڑے ہوئے مدت ہوئی لیکن نگاہوں میں
غضنفرؔ آج تک وہ برق آسودہ نشیمن ہے

☆

نظارہ سوز تجلی کو اذنِ عام تو دے
غرور تاب نظر کو شکستِ تام تو دے

شبِ فراق کی روداد کہہ گذرنا کیا
وہ رعبِ حسن مجھے رخصتِ کلام تو دے

مسرتوں سے ابھی رنج و غم بدلنے ہیں
دل حزیں کو سرورِ پیام تو دے

نہ ہوسکوں جو باندازِ تپش نہ سہی
تسلیوں سے دل مضطرب کو تھام تو دے

طلسمِ ہوش ابھی ٹوٹتا ہے اے ساقی
مئے شعور ربا کا مجھے تُو جام تو دے

تجلیوں کو حجابات کی ضرورت کیا
فروغِ رُخ کے مقابل نگاہِ کام تو دے

کہو یہ اس سے غضنفرؔ کی میت اٹھتی ہے
مزار تک نہ سہی ساتھ چند گام تو دے

☆

نظمیں

عہدِ فاروقؓ بھی کیا عہد تھا اللہ اللہ
قومِ مسلم کی فتوحات کا کچھ تھا نہ شمار
جس قدر مالِ غنیمت میں انہیں ملتا تھا
اس میں ہوتا تھا برابر کا ہر اک حصہ دار
بارہا مال کی تقسیم اسی طرح ہوئی
اور کسی کو نہ شکایت ہوئی پیدا زنہار
چادریں مال غنیمت میں یمن سے آئیں
اور امر شدنی کا بھی ہوا یوں اظہار
تھا نہ تہبند نہ کرتا جو خلیفہ کے پاس
دونوں کپڑوں کو انہیں چادریں تھیں دو درکار
ایک چادر تو انہیں اپنے ہی حصہ میں ملی
دے گئے ابن عمرؓ دوسری چادر بھی ادھار
ایک چادر کو تو باندھا بطریقِ تہبند
ایک چادر سے کیا آپ نے کُرتا تیار
دونوں کپڑوں کو پہن کر وہ گئے مسجد کو
نہ ہوئے ان کی طرف کو متوجہ حضار

اسمعونی و اطیعونی انہیں کہنا پڑا
کیا اک شخص نے جھنار میں سن کر انکار
کس کے ارشاد کی تعمیل سے انکار کیا!
جس کے ارشاد سے ٹھہری تھی زمیں بھی اک بار
جس کی ہیبت سے رہا لرزہ بر اندام ابلیس
جس کے سائے سے ہمیشہ ہوا شیطان فرار
جسکی صولت سے رہے سہمے ہوئے کفر سرشت
جس کی سطوت سے رہے خوفزدہ شرک شعار
جس سے ترساں تھے شہانِ عجم و مصر و روم
جس سے مرعوب تھے اقوال و ملل کے سردار
جس کے ایمان سے مسلمان سرافراز ہوئے
جس کے اسلام کے خواہاں تھے رسولِ مختارؐ
جس کے فرماں سے غازی بنے اعراب و عبد
جس پہ موقوف رہا وعدۂ رب غفار

تھا مگر شانِ ترحم کا اسی کی ظہور
اس کے دربار میں بیباک و جری تھے دیندار
تھا مساوات کا برتاؤ مسلمانوں سے
عہدِ مومن کو بھی ہرگز نہ سمجھتے تھے خوار
واقعاتِ سفر شام ہیں اس کے شاہد
کس طرح اونٹ پہ رہتا تھا غلام اُن کا سوار
اس لیے لطف کیا قہر سیاست کے عوض
مہر آمیز طریقے سے کیا استفسار
میرے احکام کی تعمیل سے انکار ہے کیوں
کیوں بجاآوری امر سے ہو سہل انگار
کیا خلیفہ کی اطاعت نہیں تم پر واجب
میری طاعت کا نہ تھا کیا دم بیعت اقرار
جب یہ تقریرِ عمرؓ اس نے سنی وہ بولا
سیّدِ قوم بھی ہے قوم کا اک خدمت گار

کیوں کسی فرد سے حصہ وہ زیادہ پائے
دہرے حصے کا وہ کس طرح سے ٹھہرے حقدار
نہ یہ اسلام کا دستور نہ آئینِ عرب
ہم کو ہو جو کہیں رسمِ شہان کفار
چادریں آج غنیمت کی جو تقسیم ہوئیں
ان کی تقسیم کو انصاف سے کیا سروکار
سب کو ایک ایک ملی تم کو ملیں دو کیوں کر
یہ وہ مشکل ہے کہ ہے عقدہ کشائی دشوار
جب ہوئی ختم یہ تقریر تو یہ فرمایا
جو کہیں ابنِ عمرؓ سن لیں، اسے سب حضار
ہو کے اِستادہ کہا ابنِ عمرؓ نے کل حال
آفریں کہہ اٹھے بے ساختہ یار واغیار
ساری دنیا میں ملے گی نہ کہیں اس کی مثال
نہ کہیں حاکم و محکوم میں یہ چاہ یہ پیار
جب ہوئی ختم یہ تقریر تو یہ فرمایا
تم نے پوچھا تو نہیں مجھ کو بھی کہنے میں عار
میری درخواست ہے لیکن یہ مسلمانوں سے
میں رہوں چپ وہ سنیں ابن عمرؓ کی گفتار

بیاضِ غضنفر ....حبیب اللہ خان غضنفر

صاحبِ امر نے فرزند کو پھر حکم دیا
کہ شہادت پہ ہے اظہار حقیقت کا مدار
سن کے استادہ ہوئے ابن عمرؓ اور کہا
میرے کہنے کو سنیں کان لگا کر سب یار
نائب سیّدِ لولاکؐ کا میں شاہد ہوں
مجھ سے بڑھ کر نہیں دنیا میں کوئی واقف کار
پیرہن کہنہ تھا تہہ بند بھی بوسیدہ تھا
ہو نہیں سکتے تھے اس میں یہ بسر لیل و نہار
اپنے حصے میں جو چادر کہ انہوں نے پائی
تنِ عریاں کے چھپانے سے ہوئے وہ ناچار
مستعار اپنی بھی چادر دی انہیں کو میں نے
مجھ سے دیکھا نہ گیا آپ کا یہ حالِ زار
تمہیں انصاف سے کہہ دو کہ کراہت کیا ہے
کیا یہ معمول نہیں سنتِ شاہِ ابرارؐ
ابنِ فاروقؓ کی تقریر کے سننے والے
رہ گئے سکتہ زدہ صورتِ نقشِ دیوار

اہلِ ہجرت کی جماعت کہ نقوشِ حیرت
ایک تصویرِ تحیّر کہ گروہِ انصار
ناگہاں ہوگئی تحسین کی آواز بلند
آفریں کہہ اُٹھے بے ساختہ یار واغیار
پھر تو حضار میں ہر اک کی زبان پر تھا یہی
اے اس انصاف وعدالت کے میں قرباں میں نثار
ساری دنیا میں ملے گی نہ کہیں اس کی مثال
نہ کہیں حاکم و محکوم میں یہ چاہ یہ پیار
لیکن اس دور کے مسلم میں وہ جرات ہی نہیں
خوف سے جس کے لرزتے تھے شہانِ حیدر
اے غضنفر وہ مسلماں کہاں سے آئیں
راست کردیتے جو ہوتے خلفاء کج رفتار
نکتہ چینی اولی الامر پہ بیباک و جری
اور اظہارِ صداقت کو برہنہ تلوار
نہ وہ خم میں نہ وہ جوشِ سرِ خم باقی
نہ مرے ساز میں وہ شانِ ترنّم باقی

☆

عہدِ فاروقؓ میں اک شخص نے اک خون کیا
خوفِ خالق ہوا اس کو نہ خلیفہ کا ڈر
داد خواہی کے لیے دو پسرانِ مقتول
مدعی بن کے مدینہ کو گئے پیشِ عمرؓ
مدعیوں کا بیان جبکہ خلیفہ نے سنا
حکم ملزم کو دیا پیش صفائی تو کر
آ کے ملزم نے معاً جرم سے اقبال کیا
اور کہا جھوٹ نہیں خوبیٔ اخلاق و سیر
قتلِ قاتل کا دیا حکم خلیفہ نے بفور
ہے یہی شرع کا فتویٰ یہی امرِ داور
سن کے مجرم نے کہا حکم تو منظور ہے
لیکن اک عرض ہے اے قائم دینِ سرور
کچھ امانات ہیں واپس جو مجھے کرنا ہیں
اور کچھ کام بھی ہیں بعد ازاں پیشِ نظر

تین دن کی مجھے مہلت جو عطا ہوجائے
سارے کاموں سے فراغت میں کروں جا کر گھر
صاحبِ امر نے سن کر یہ جواب اس کو دیا
تجھ کو مہلت ملے ضامن ہو ترا کوئی اگر
چونکہ اس بزم میں تھا اس کا شناسا نہ کوئی
اس نے ڈالی نگہہِ بین ادھر اور ادھر
ایک جانب جو پریشان نگاہیں پہنچیں
اس نے دیکھا کہ ادھر بیٹھے ہوئے ہیں بوذرؓ
شاہدِ کبر سنی ریش سفید اِن کی تھی
اور عیاں چہرے سے انوارِ بزرگی یکسر
ان کی جانب کو اشارہ کیا اور اس نے کہا
میرے ضامن یہ ہیں اے حافظ ناموسِ بشر
سن کے فاروقؓ نے ارشاد ابو ذرؓ سے کیا
آپ کیا اس بدوی کے ہیں ضمانت گُستر

آپ کو اس کے عوض قتل کیا جائے گا
گر یہ حاضر نہ ہوا تین ہی دن کے اندر
کارفرما تھا وہاں جذبۂ ایثار و وفا
جاگزیں ان میں تھے اخلاقِ شفیعِ محشر
کرلیا آپ نے اقرار ضمانت کا بفور
گرچہ اس شخص سے واقف نہ تھے اک شمہ بھر
اُس ضمانت پہ رہا کردیا اعرابی کو
قید زنجیر و رسن سے کیا اس کو باہر
ہوکے آزاد گیا گھر کو جو وہ اعرابی
انتظامات میں مصروف رہا شام و سحر
منقضیٰ ہوگئی معیادہ سہ روزہ بھی یہاں
اور صورت نہ دکھائی بدوی نے آ کر
حکم فاروقؓ نے تو قتل ابوذرؓ کا دیا
کہ نہ مجرم ہو تو ضامن ہی پر پڑتی ہے نظر

ہوا ایوان خلافت میں تو فرمان کا صدور
ہوگئی اہلِ مدینہ کو معاً اس کی خبر
ایک کہرام مچا چھوٹے بڑے رونے لگے
ہوگیا کوچہ و برزن میں بپا اک محشر
جمع انصار و مہاجر ہوئے حیران و ملول
اور کہا ان سے دیت لینے کو باچشم تر
مدعیوں نے یہ کہہ کر کیا انکارِ دیت
طالب درہم و دینار نہیں خونِ پدر
تیغ زن منتظر حکم خلیفہ تھا وہاں
یادِ خالق میں ابو ذرؓ تھے جھکائے ہوئے سر
اس سے کہنے کو تھے فاروق کہ ہاں تیغ بزن
آئی ناگاہ یہ آواز کہ ٹھہرو دم بھر
یک بیک آئی جو آواز ہوئے سب حیراں
چار جانب کو نگاہیں اٹھیں ہو کر ششدر
بدلا مرکز جو توجہ کا انہوں نے دیکھا
وہی اعرابی، مجرم چلا آتا ہے ادھر

عفو تاخیر کا پہلے تو ہوا وہ طالب
کہا جلاد سے پھر ، تیغ لگا گردن پر
تھی ابوذرؓ کی رہائی کی مسرت تو ضرور
قتل کا اس بدوی کے تھا انہیں اب رنج مگر
صادق الوعد جو پایا حیران ہوئے
مدعیوں پہ ہوا اس کی صداقت کا اثر
بولے فاروقؓ سے اے نائب شاہِ کونین
ایسے سچوں کا ہمیں قتل نہیں مد نظر
در گزر خون سے کرتے ہیں بحقہ اللہ
اور لیں گے نہ دیت بھی کہ نہیں بندہ زر
اہلِ ہجرت نے جو احسنت قد احسنت کہا
رہ پکاری صف انصار بطرز خوش تر
بعد ازاں اس بدوی سے یہ صحابہؓ نے کہا
اس قدر اور بیاں کردے او پاکیزہ گر
تو رہا ہو کے جو مرنے کو پلٹ آیا ہے
شاید اب زیست ہوئی ہے تجھے اپنی دوبھر

ان کی تقریر سنی تو بدوی نے یہ کہا
جوہرِ صدق ہے ہر فردِ عرب کا زیور
جان کا اپنی بچا لینا تو دشوار نہ تھا
نیک نامی عرب کو تو پہنچ جاتا ضرر
مدعیوں سے بھی پھر سب نے یہی دریافت کیا
کس لیے تم دیت نقد کو سمجھے منکر
بولے دینار و درم ہم کو تو درکار نہیں
ہوئی جان بخشیٔ قاتل عوض خونِ پدر
مانع آیا دیت نقد کی منظوری سے
زیورِ قوم عرب جود و سخا کا جوہر
سب نے پھر حضرت بوذرؓ سے یہ دریافت کیا
ایسے انجان کے کس طرح ہوئے آپ سپر
آپ بولے کہ مروّت بھی ہے میراثِ عرب
اس کی امید کو پورا میں نہ کرتا کیوں کر

یہ مروت یہ صداقت یہ سخاوت کے شعار
جن میں تھی قوم مسلمان کی ترقی مضمر
جو نہ اس دور میں اخلاق یہ باقی نہ رہے
اس لیے قعرِ مذلت میں گرے ہیں جا کر
ایک اکنوں بزباں دعویٰ اسلام کنی
توچہ اعمال جمیلہ سحر و شام کنی
اے غضنفرؔ ہے یقیں آپ منظّم ہوجائیں
جو مسلمان پڑھیں اسلاف کے اخلاق و ہنر

☆

مسدس

بیاضِ غضنفر ....حبیب اللہ خان غضنفر

مسلمانو تمہیں معلوم ہے کیا کون کہتا ہے
تمہاری حالت ایسی ہے جو کچھ کہیئے وہ زیبا ہے
کبھی تم نے سنا بھی کارلائل کا یہ دعویٰ ہے
کہ لوگو عنقریب ایسا زمانہ آنے والا ہے
پڑھے گا کوئی دنیا میں نہ جب کلمہ شہادت کا
نہ اقراری کوئی ہوگا محمد(ﷺ) کی رسالت کا

تمہارے دشمنوں میں کس لیے اتنی جسارت ہے
تمہارے حق میں کیوں بدگوئیوں کی اتنی جرات ہے
جواباً تم یہ کہہ دو گے عداوت کی بدولت ہے
میرے نزدیک تو لیکن یہ اظہارِ حقیقت ہے
گریبانوں میں تم اپنے منہ ڈال کے دیکھو
تو اپنے حال کو ہو بہو پیشِ نظر دیکھو

کہ اب تم میں کہاں باقی واسلامی حمیت ہے
کہاں وہ شوقِ سجدہ ہے کہاں وہ ذوقِ طاعت ہے
مگر فخرِ نسب ہے جو اضافی اک شرافت ہے
نہیں ہے جوہر ذاتی مگر پھر بھی رعونت ہے
وہ خرمن کیا سجے آسودہ ہو برقِ تپاں جس میں
نمو پائیں شبانہ روز کچھ بربادیاں جس میں
نہ سمجھو ذلت و خواری تمہاری اتفاقی ہے
سبب اس کا تمہارا تفرقہ نا اتفاقی ہے
تمہارے ذہن میں محدود فیضِ چشم ساقی ہے
وگرنہ کس لیے تخصیص ترکی ہے عراقی ہے
نہ چھیڑو زہر آگیں نیشتر سے تم رگِ خس کو
نہ ادنیٰ سمجھو اپنے سے کسی خوددار مفلس کو
ترقی پاؤ گے عالم میں تم تنظیمِ ملّت سے
قوی ہوگی مگر تنظیم بھی تعلیمِ امت سے
تعصب جا کے آئے گا خلوص اقلیم الفت سے
زمین پر پھر ہوائیں آئیں گی تسنیم جنت سے
مسلمانوں میں گھر گھر عام اگر تعلیم ہو جائے
غضنفر کو یقین ہے خود بخود تنظیم ہو جائے

نہیں کہ ساز میں پنہاں نوائے ساز نہیں
مگر سکوت میں گم ہے جو نے نواز نہیں
سمجھ سکوں میں انہیں کس طرح کہ دنیا میں
تعینات پہ پابندیاں مجاز نہیں
تسلیوں کو سکوں بخشیوں کا دعویٰ ہے
وہ اضطراب نہیں یا جگر گداز نہیں

فروغِ رخ نے چھپایا ہے روئے تاباں کو
تجلیوں سے نمودارِ شانِ ناز نہیں
غضب کیا ارنی کہہ دیا جو موسیٰؑ نے
ظہورِ حُسن ازل درخور مجاز نہیں

کلیم دھوکہ ہے ارزانی تجلی بھی
جمالِ وادی ایمن نظر نواز نہیں
غضنفر ان کی نگاہ سکون ربا کی قسم
حریف ناز یہ خود داری، نیاز نہیں

☆

رباعیات

جب احمدِ مجتبیٰؐ ہوئے پیغمبر
ادیان کی حالت تھی جہاں میں ابتر
کچھ قائل تجسیم کچھ اصنام پرست
دوتین خداؤں کے پرستار اکثر

☆

خالص کیا دنیا میں انہوں نے آکر
توحید کو تثلیث کی آمیزش سے
انوار کو نار سے علیحدہ دیکھا
سجدے کیے اللہ کو بتوں کے بدلے

☆

توحید کے نغمات سنائے آکر
تثلیث کے اغلاط دکھائے آکر
کجراہ روی سے ہر بشر کو روکا
دنیا کو رہِ راست پر لائے آکر

اسلام میں اصنام کی تعظیم نہ تھی
تثلیث نہ تھی خدا کی تجسیم نہ تھی
لوگوں کا غضنفرؔ یہ غلط دعویٰ ہے
قس اور بحیرا کی یہ تعلیم نہ تھی

☆

دریا کو تیراک سمجھ سکتے ہیں
مبہم خاک نشیں خاک سمجھ سکتے ہیں
افلاک کی باتیں قدسیوں سے پوچھو
وہ معنی لولاک سمجھ سکتے ہیں

☆

اے میرے نبیؐ ہے کتنا کہ پیارا روضہ
ہر دل کا سرور آنکھ کا تارا روضہ
دلچسپیٔ منظر پہ پکار اٹھتا ہوں
ہے قطعۂ فردوس تمہارا روضہ

☆

متفرقات

نظارہ کر کے آئے ہو کیا قبول نگاہ کا
ڈوبا ہوا ہے خون میں دامن نگاہ کا

☆

تلخیِ ہجرِ یار سے اب تک
مدعی لذّت آشنا ہوا

☆

نہیں کہ مجھ کو معاصی کا اعتراف نہیں
ترے کرم سے زیادہ خطا معاف نہیں
فنا کا ہوش بہ اندازہ شعور حیات
تجھے غضنفر خود بیں خطا معاف نہیں
نہیں کہ مجھ کو محبت میں اضطراب نہیں
تسلیوں کی کوئی حد نہیں حساب نہیں

☆

جانبازی عدو کا انہیں اعتراف ہے
کچھ شرم تجھ کو ہمت مردانہ چاہیے

دل کی فضا غضنفر آج بوئے وفا میں ہے آہ شرربار
آؤ چڑھائیں جام جم تربت بادہ نوش پر

مسرور ہے جو آج وہ کل ہوگا ملول
ہے دنیا کا یہی ہمیشہ سے اصول
کلفت میں یاد حق ہر اک کرتا ہے
غافل نہ خدا کو عیش و عشرت میں بھول

☆

کاندھا بدل بدل کے اٹھاتے ہیں لاش کو
اللہ کس قدر میں گرانبار ہوگیا
سکونِ بحر ہے موجوں کے اضطراب میں گم
بیانِ موج ہے خاموشیٔ حباب میں گم

☆

طبع آزاد غضنفر نہیں پابند مقام
آج صحرا بھی چھٹا مثلِ گلستاں مجھ سے

☆

میری رنگینیٔ نگاہ گواہ
ان کا جلوہ ہوا ہے جذب نگاہ

☆

صحت جسے سمجھے ہو میرا وہ سنبھلا ہے
آنکھوں نے جو دیکھا ہے آنکھوں کا وہ دھوکہ ہے
میں ان کی تسلی سے امیدِ سکوں کرلوں
منظور مجھے اس سے تجدید تمنا ہے

☆

آسائش امید تسلی نہ پوچھیے
لاکھوں سکوں نثار کیے اضطراب پر
شاید خلوص زینت حسن عمل نہیں
زاہد تری نظر سے ثواب و عذاب پر

☆

ہنگام وداع یاد جو آئی ہے تمہاری
آنکھ میں اتر آئی تصویر اثر بھی

منزل کا پتہ سیکڑوں منزل جو نہیں ہے
شاید مرے ہمراہ مرے گھر کی زمیں ہے

تم دیکھنا کیا چیز جلاتی ہے جگر کو
یہ آتشِ تا جوش محبت تو نہیں ہے
میں دیکھ رہا ہوں عمل زشت نکو کی
دوزخ نہ کہیں ہے پہ کہیں خلد بریں ہے

☆

سینے میں اٹکی ہے سانس جینے سے یاس
مرنے والے کے پاس آجا بے واسواس

☆

تجھ کو دیکھوں دم نزع ہے دل میں ارماں
پہلو میں آکر بیٹھ اتنا کر احسان

☆

دنیا میں تم کو باغ لگانے کا شوق تھا
باغِ جناں میں سایہ طوبیٰ کی تھی طلب
پہونچا دخول جنت اعلیٰ کی قلم رب
ہے فیضیاب لطف الٰہی سے رات دن
تو رائیگاں جلد میں روح سعید رب
۱۳۶۴ھ

ہنگامِ نزع زحمتِ پرسش ہے کیا ضرور
اب ساتھ چھوڑ نے کو ہے عمرِ رواں مرا

اے غضنفر دیکھ لی احباب کی فکرِ رسا
بس اسی پر ادعائے فہم استادانہ تھا

مر کے ہاتھ آئی منزلِ مقصود
گوشۂ عافیت نہیں مفقود

چشمِ عبرت مگر یہ کہتی ہے
دیدنی ہے حباب بحر وجود

☆

یکساں ہو ہجر و سرورِ شب عشرت
ایسا کبھی اے گردشِ دوراں نہیں ہوتا

☆

سجدوں کے اضطراب کا عالم نہ پوچھئے
اتنا کہا جو اس نے کہ یہ آستانہ مرا
ناکامیوں کو بعد فنا بھی تلاش ہے
اب بے نشانیوں میں ملے گا نشاں میرا

☆

موت شاید اک سکونِ دائمی کا نام ہے
کہہ رہا ہے مضرابِ زیست ان کے تیر سے
ڈالتا ہے کوئی معمولاتِ نو کی داغ بیل
عالمِ تکوین میں ویرانیٔ تعمیر سے

☆

نوجوانی کی تاک جھانک گواہ
یہ سرشت بشر ہے کیا کہیے

☆

حورِ جنت پہ جان دیتا ہے
زاہد آخر بشر ہے کیا کہیے

☆

شب تاریک مرقد میں غضنفر یہ اندھیرا
کہ مجھ کو اپنی شمعِ زندگانی یاد آتی ہے

☆

نوازشوں سے یہ اغیار کی سرافرازی
خطا معاف بدی ہوگی نازوائیگی

☆......☆